از حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب ۔ راولپنڈی

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

نزولِ وحی کا سلسلہ بند ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے تجدیدِ شریعتِ محمدی کے ہزار سال بعد حضرت شیخ احمد سرہندی امام ربانی مجدّد الف ثانی کو اس دنیا میں بھیجا تاکہ دنیا آپ کی ذات بابرکات سے فیضیاب ہو سکے اور دینِ اسلام کو فروغ حاصل ہو۔۔۔۔ ۱

آپ کا خاندان فاروقی شیوخ کا ایک خاندان پنجاب کے مشہور شہر سرہند میں کابل سے آکر آباد ہوگیا۔ آپ کے والد ماجد جن کا اسم گرامی شیخ ہے اسی خاندان سے ہیں۔ آپ ظاہری و باطنی کمالات سے مزین ہیں۔ فیوض و برکات کا سرچشمہ ہیں سیدنا عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ ہیں جس طرح فیوض باطنی سے اربابِ طریقت مریدین بہرہ ور ہوتے رہے۔ اسی طرح علومِ ظاہری کے طلباء بھی اطراف واکناف سے تشنہ لب حاضر ہوئے۔ اور سیراب ہو کر واپس جاتے۔ آپ کا سلسلہ نسب ستائیسویں پشت میں حضرت عمر فاروق سے جا ملتا ہے۔

بشارت آپ کے والد ماجد ایک رات آرام فرما رہے ہیں۔ قلب مبارک ملأ اعلیٰ کی طرف متوجہ ہے۔ کہ دفعۃً ایک خواب نظر آیا کہ تمام جہان میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ سور۔ بندر۔ ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ یکایک سینہ سے ایک نور نکلتا ہے جس میں ایک تخت نمودار ہوتا ہے۔ تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے تمام ظالم بے دین ملحد بھیڑ بکری کی طرح ذبح کئے جا رہے ہیں۔ اور کوئی شخص بلند آواز سے کہہ رہا ہے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔ حق آیا۔ باطل فنا ہوگیا باطل اسی لئے ہے کہ فنا ہو۔ شیخ بیدار ہوئے تو ایک مسرت آمیز حیرت تھی۔ مزید اطمینان کے لئے اپنے زمانہ کے مرشدِ کامل شاہ کمال کیتھلیؒ سے تعبیر دریافت کی۔ شاہ صاحب

نے فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس سے الحاد و بدعت کی ظلمت دور ہو جائیگی۔

حضرت کی پیدائش کی بشارتیں بہت سے بزرگان دین کو ہو چکی تھیں۔ آپ کی پیدائش ۱۴ ارشوال ۹۷۱ھ جمعہ کی شب صبح صادق سے پیشتر ہوئی۔ تنور کا آفتاب طلوع ہوا۔ الف ثانی کی قسمت جاگی۔ علم و عرفان کی اجڑی ہوئی بستی پھر آباد ہونے لگی۔ آپ کا اسم گرامی احمد تجویز ہوا لقب بدرالدین۔ آپ نے بچپن ہی میں قرآن حکیم حفظ کر لیا۔ اور اکثر کتب درسیہ آپ نے والد ماجد سے پڑھیں اور کچھ سرہند کے دیگر علماء سے تحصیل طریقت ابتداء آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی اور اس کا سلوک تمام کیا۔ پھر طریقۂ قادریہ بھی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔

المختصر، ۱۷ سال کی عمر میں آپ ظاہری و باطنی کمالات کے جامع ہو کر اپنے والد کے سامنے ہی کتب درسیہ کی تعلیم اور طریقہ کی تلقین فرمانے لگے۔ مگر قلب میں طریقۂ نقشبندیہ کا شوق بہت تھا۔ جو بڑھتے بڑھتے عشق کی حد تک پہنچ گیا۔ جب ۱۰۰۷ھ میں آپ کے والد نے دارفانی سے رحلت فرمائی۔ اور آپ بارادۂ حج بیت اللہ اپنے وطن سے روانہ ہو کے دہلی پہنچے تو ملا حسن کشمیریؒ سے ملاقات ہوئی جن سے پہلے سے شناسائی تھی انہوں نے برسبیل تذکرہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا۔ جو اطراف کابل کے باشندے تھے اور ہندوستان میں سلسلۂ نقشبندیہ کی ترویج کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔

چنانچہ آپ کا ارشاد ہے :

ایں تخم پاک را از سمرقند و بخارا	اس پاک تخم کو سمرقند و بخارا سے لائے
اوردیم در زمین برکت آگین ہند	اور ہندوستان کی زمین برکت آگین میں
کشتیم الحمد للہ کہ بعنایت الٰہی شجرہ	بویا۔ الحمد للہ کہ خداوند عالم کی عنایات
طیبہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء	سے ایسا درخت بن گیا جسکی جڑیں زمین
ظاہر شد۔	میں ہیں اور پھونگل آسمان میں۔

ملا حسن کشمیری جیسے ہی سلسلہ نقشبندیہ کے کامل مرشد کا تذکرہ سنا زیارت کا شوق اسطرح پیدا ہوا جو سالہا سال سے آرزومند مشتاق کو ہونا چاہیے۔ آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے عام عادت کے برخلاف شفقت فرمائی۔ اور ڈھائی سال دہلی میں قیام فرمایا۔ جو دل پہلے سے صیقل تھا وہ اس مدت میں کندن ہو گیا۔ اس ملاقات میں خواجہ صاحب نے فرمایا

کہ نسبت نقشبندیہ کامل طور سے حاصل ہوگئی ہے۔ قرب خداوندی میں ترقی کی امید ہے۔ دوسری مرتبہ کی حاضری میں خلافت عطا فرما کر خاص خاص اصحاب کو تعلیم کے لئے مجدد صاحب کے سپرد کیا۔ تیسری بار خواجہ صاحب نے چند قدم چل کر استقبال فرمایا۔ بشارتیں سنائیں جب رخصت ہونے لگے تو فرمایا کہ ہندوستان آنے سے پہلے میں نے استخارہ کیا، معلوم ہوا ایک شیریں نغمہ خوبصورت طوطا میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ میں اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال رہا ہوں اور وہ اپنی چونچ سے میرے منہ میں شکر ڈال رہا ہے۔ میں نے اپنے مرشد خواجہ سے بیان کیا۔ فرمایا ہندوستان میں تمہاری تربیت سے کوئی ایسا شخص ہوگا جس سے ایک عالم منور ہو اور تم کو بھی اس سے حصہ ملے۔ اس قسم کی بہت سی بشارتیں سنا کر رخصت کیا۔

عبادت، حسن معاشرت، ذکر و شغل، حسن اخلاق بیشک بیش بہا جواہر ہیں، انمول موتی ہیں۔ دین و دنیا کی سعادت عظمیٰ کا راس المال ہیں۔ مگر مجددیت کا اثبات ان چیزوں سے نہیں کیا جاتا۔

مجدد کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان رخنوں اور کوتاہیوں کو دور کر کے جو اہل ملت کی افراط و تفریط کے باعث ملت میں پیدا ہو گئے ہیں۔

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا۔ اہم سوال یہ تھا کہ انسانی طبقات کی فطری کجروی یا شیطانی وسیسہ کا جو بسا اوقات غیر دین کا رنگ دے کر یا ارکان دین کو غیر ضروری مان کر جعل اور آمیزش سے ایوان دین کو متزلزل کر دیا کرے گی اسکا تدارک کیا ہوگا۔ اس کے علاج کیلئے امت اسلامیہ کے پختہ کار ربانی علماء ہر زمانہ میں موجود رہیں گے جو راہ مستقیم پر جم کر متوسلین کو بھی سیدھی راہ بتاتے رہیں گے۔

ان دنوں جلال الدین اکبر ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ اس کا ستارہ عروج پر تھا۔ غیر مسلم عورتوں کو حرم کی زینت بنا کر ان کے لواحقین کو اندھا دھند جاگیریں بخشی جا رہی تھیں۔ غیر مسلموں نے بادشاہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا۔ اسی زمانہ میں اکبر نے دین الٰہی کے نام سے ایک مذہب کی بنیاد رکھی اور یہ مذہب رعایا پر ٹھونسنا شروع کر دیا۔ حضرت کفر کے اس طلسم کو باطل کرنے کیلئے سرہند سے تشریف لائے اور اکبر کے مقربین کو مل کر ارشاد فرمایا۔ کہ میری طرف سے بادشاہ اکبر سے کہہ دو۔ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہو گیا ہے۔ اور اسکی بادشاہیت، طاقت، فوج ہر چیز فنا ہو جائیگی، وہ توبہ کرے اور خداوند تعالیٰ کا تابع ہو جائے۔ لیکن اکبر نے اس پر کوئی توجہ نہ کی اس کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اور اس برائی پر ڈٹا رہا اور آخر چل بسا ——— اکبر کے بعد

جب جہانگیر تخت نشین ہوا تو وہ بھی اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلنے لگا۔ ملک میں بدامنی پھیلنے لگی۔ ایسے موقع پر عوام نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بادشاہ کو نصیحت فرمائیں ۔ حضرت نے اپنے خلیفہ شیخ بدیع الدین کو دین حق کی تبلیغ کے لئے لشکر شاہی دیکر روانہ فرمایا۔ لشکریوں کی کثیر تعداد ان کے تابع ہوگئی۔ مخالفین نے بادشاہ کو حضرت کے خلاف بھڑکایا۔ اور یہ الزام تراشا کہ حضرت حکومت کا تختہ الٹنے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ بادشاہ یہ سنکر سخت پریشان ہوا۔ اور حضرت کے خلاف ہو گیا ـــــ بادشاہ نے حضرت کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا ـــ حضرت جب وہاں پہنچے تو کئی ہزار غیر مسلم بھی قید تھے ۔ حضرت نے تبلیغ کی ان کو مشرف بہ اسلام کیا اور سینکڑوں آدمیوں کو ارادت سے سرفراز کرکے درجات ولایت پہ پہنچایا۔

حضرت شیخ نے زمانہ قید میں کبھی بھی بادشاہ کو بددعا نہیں دی۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر بادشاہ مجھے جیل خانہ میں نہ بھیجتے تو اتنے نفوس دینی فوائد سے کیسے بہرہ اندوز ہوتے۔ اور ہمارے مراتب کی ترقی جو اسی مصیبت کے نزول پہ منحصر تھی کیسے حاصل ہوتی۔ آپکے حلقہ بگوش صوفیاء کرام جو چاہتے تھے کہ بددعا کرکے باطنی تصرفات سے بادشاہ کو نقصان پہنچائیں۔ ان کو خواب میں نیز بیداری میں منع فرما دیا کرتے تھے۔ ذیل کا مکتوب جیل خانہ سے بنام فرزند گرامی خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہٗ حمد و نعت کے بعد تحریر فرمایا :

فرزندانِ گرامی ـــ وقت آزمائش تلخ و بے مزہ ہے۔ لیکن اگر توفیق ہو تو غنیمت ہے۔ خدا خیریت رکھے ملاقات ہو یا نہ ہو ہماری نصیحت یہی ہے کہ اپنی کوئی مراد یا ہوس باقی نہ رہے۔ جو کچھ ہو رضا الٰہی اور ارادہ خداوندی ہو حتیٰ کہ میری رہائی جو آج کل تمہارا مقصود بنا ہوا ہے وہ بھی مقصود مراد نہ رہے اور اللہ کی مقرر کردہ تقدیر۔ اور اس کے ارادہ و مرضی پہ پوری طرح راضی ہو جاؤ۔ اور اپنی والدہ کو بھی یہ مضمون پوری طرح سمجھاؤ۔ چھوٹوں پر مہربانی کرو۔ پڑھنے کی رغبت دیتے رہو۔ جہاں تک ہو سکے اہل حقوق کو ہماری طرف راضی رکھو۔ حویلی۔ سرا۔ کنواں باغ اور کتابوں کا غم بہت معمولی بات ہے۔ اگر ہم مر جاتے تب بھی جاتی رہتیں۔ اب زندگی میں جاتی رہیں، کوئی فکر نہیں۔ اولیاء اللہ ان چیزوں کو خود چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ اب شکر ادا کرو خدا نے اپنے اختیار سے ان چیزوں کو چھڑوا دیا ـــ آج کل جب فرصت میسر آئے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول رہو۔ فرصت کا ایک لمحہ و لحظہ بے کار ضائع نہ کرو۔ تین چیزیں ہیں۔ تلاوت قرآن مجید۔ طول قرأت کے ساتھ نماز ادا کرنا اور کلمہ طیبہ کا ورد۔

مخالفین نے جس پارٹی کو شکست دینا چاہا۔ مجدد صاحب کی صداقت، نیک نیتی، مخلصانہ تدبیر

صبر و استقلال نے اسکو پہلے سے زیادہ مضبوط کر دیا۔ تکفیر و ارتداد کے فتاوے بھی بیکار ہو گئے۔
دو سال بعد رہائی ہوئی۔ جہانگیر نے کشمیر آتے جاتے دو مرتبہ سرہند شریف میں قیام کیا۔
حضرت امام ربانی کا مہمان بننے اور آپ کے باورچی خانہ کا کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا۔ کھانا اگرچہ سادہ تھا مگر بادشاہ نے کہا کہ میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ نیز یہ کہ جہانگیر آخر عمر میں کہا کرتا تھا۔ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نجات کی امید ہو، البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے۔ اسکو اللہ کے سامنے پیش کروں گا، وہ یہ ہے کہ مجھ سے ایک روز شیخ احمد سرہندی نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہ جائیں گے۔
وفات سے چند ماہ پہلے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی عمر تریسٹھ سال معلوم ہوتی ہے۔
اتباع سنت میں جسے اتنا شغف ہو بے اختیار چیزوں میں اللہ کی طرف سے اسکو سنت کی مطابقت عطا ہوتی ہے ——— بتاریخ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ تریسٹھ برس کی عمر میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ جس رات کی صبح کو آپ اس دنیا سے جانے والے تھے۔ حسب معمول تہجد کی نماز کیلئے اٹھے اور بڑے اطمینان سے وضو کیا نماز پڑھی۔ خدام سے فرمایا کہ تم لوگوں نے تیمار داری سے بہت تکلیف اٹھائی، اب آج یہ تکلیف ختم ہے۔ آخیر وقت میں ذکر اسم ذات کا بہت غلبہ تھا، ذکر کرتے کرتے روح مبارک رفیق اعلیٰ سے مل گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ▲▲

سیرتِ انور

امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی سوانحعمری

اس مختصر اور جامع کتاب میں علامۃ العصر فخر المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ کی شہرہ آفاق شخصیت، ان کے وسیع علوم، تقویٰ و طہارت، صحابہ کی سی بے لوث زندگی اور اس دور آخر میں ان کے متنوع کمالات، ان کے شاگردوں اور خدمت حدیث کے مختلف پہلوؤں کو مصنف نے بڑی چابکدستی اور خوبصورتی کیساتھ نمایاں کیا ہے۔ کتاب پڑھ کر آپ اندازہ کر سکیں گے کہ متقدمین کے کارواں سے بچھڑ کر اس زمانے میں آجانے والی شخصیت کے علوم و معارف کا پایہ کیا تھا؟ اور ان کے وجود گرامی سے دین و شریعت کی بلند عمارت میں کتنا استحکام پیدا ہوا۔ — کتاب کی قیمت دو روپے، رجسٹرڈ پیکٹ کا محصول ایک روپیہ پچاس پیسے۔ کل تین روپیہ پچاس پیسے جناب منیجر صاحب رسالہ "الحق" دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور کو بھیجکر رسید ہمیں بھیج دیں۔ کتاب آپکی خدمت میں پہنچ جائے گی۔

خط و کتابت کا پتہ :- معتمد ادارہ ھادی دیوبند ضلع سہارنپور (بھارت)